چھ نمبر کا مذاکرہ

مولانا محمد فاروق مکۃ مکرمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (2) إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (3)

والَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ

وقال النبي ﷺ من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل الا ان سلعة اللہ غالية الاان سلعة اللہ الجنة

انسان کی قیمت اللہ کے یہاں ذات کے اعتبار سے نہیں، خاندان کے اعتبار سے نہیں، انسان کی قیمت اللہ کے یہاں صفات کے اعتبار سے ہے۔ ابو لہب خاندان والا تھا لیکن بے قیمت تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے تھے لیکن اللہ کے یہاں قیمتی تھے۔

پہلی صفت جس سے انسان قیمتی بنتا ہے وہ ہے

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور پیارے نبی ہیں

کلمے کے فضائل:

جس نے اخلاص سے کلمہ پڑھا جنت میں جائے گا۔ اخلاص والا کلمہ کیا ہے جو تمام حرام کام سے روک دے۔ حدیث میں آتا ہے جس نے میری سنت زندہ کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی میرے ساتھ جنت میں ہو گا

کلمے کا مقصد:

حضرت جیؒ فرماتے ہیں یقینوں کی تبدیلی ہے یعنی ہر غیر کے کرنے کا یقین دل سے نکل جائے اور اپنے بھی کرنے کا یقین دل سے نکل جائے اور اللہ کی ذاتِ عالی کا یقین دل میں آجائے۔ تمام رواجی طریقوں کا یقین دل سے نکل جائے اور حضور پاک ﷺ کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین دل میں آجائے۔

یقین کیسے بدلے گا؟

یقین بدلے گا کلمے کی دعوت سے۔ جب یوں کہیں گے کسی سے کچھ نہیں ہوتا اللہ کے حکم کے بغیر اور مجھ سے بھی کچھ نہیں ہوتا اللہ کے حکم کے بغیر اور اللہ سب کچھ کر سکتے ہیں سب کے بغیر۔ اس کا پہلا فائدہ

۱۔ اس غیر کے کرنے کا یقین دل سے نکلے گا، اپنے بھی کرنے کا یقین دل سے نکلے گا، اللہ کی ذاتِ عالی کا یقین دل میں آئے گا

۲۔ تمام کی عبادت سے نکلیں گے اور اپنی خواہش کی اطاعت سے بھی نکلیں گے اور اللہ تعالی ہر مخلوق کے شر سے بچائیں گے، ہمیں اپنے نفس کے شر سے بچائیں گے

۳۔ پھر پوری کائنات کو مسخر کریں گے اور اس نفس کو بھی مسخر کریں گے اس کی اطاعت اور کلمے کو بلند کرنے کے لیے

اب مثال انبیاء علیہم السلام کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے شیر کو دیکھا اور دل سے نفی کی، شیر کی طاقت سلب ہو گئی، شیر کو تھپڑ مارا

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو شیر نے راستہ دکھایا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ کو دیکھا فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ یقین کے ساتھ کہ اللہ کافی ہے میرے لیے اللہ نے آگ کو حکم کیا کہ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے لیے، آگ کے جلانے کی طاقت اللہ نے سلب کرلی اور آگ کو مسخر کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو دیکھا بنی اسرائیل نے کہا إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ہم تو پھنس گئے فرمایا كَلاَّ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ سمندر کی طاقت سلب ہو گئی، سمندر کو مسخر کر دیا اور فرعون کو اسی میں غرق کر دیا۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے ہیں دیہاتی کہنے لگا ننگی تلوار لے کر من يمنعك منى بتایئے آپ کو کون بچائے گا فرمایا اللہ اللہ اللہ اس کی طاقت سلب ہو گئی تلوار نیچے گر گئی اور پھر اس کو مسخر کیا واپس جا کر اس نے کہا جئت من عند خير الناس روئے زمین پر سب سے بہتر انسان کے پاس سے آیا ہوں۔

حضور ﷺ غارِ ثور میں ہیں دشمن غار تک پہنچ گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ وہ تو پہنچ گئے فرمایا ما ظنك باثنين الله ثالث هما تیرا کیا خیال ہے جہاں دو ہوں تیسرے اللہ ہوں، وہیں دشمن کی عقل سلب ہو گئی اور وہ نقصان نہیں پہنچا سکے اور چلے گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمندر پر آئے اور کہا یا علیم یا عظیم یا حلیم سمندر کے اوپر سے گزر گئے، سمندر غرق نہیں کر سکا، سمندر کی طاقت سلب ہو گئے اور سمندر کو مسخر کر دیا۔

کلمے میں چار نفی ہیں

۱۔ پہلی نفی بتوں کی نفی ہے اس کو نوح علیہ السلام نے، ابراہیم علیہ السلام نے اور حضور ﷺ نے کیا تو بتوں کا یقین لوگوں کے دلوں سے نکلا (کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا یقین کامل ہوتا ہے) بتوں کی نفی کی، لوگوں کے دلوں سے بتوں کا یقین نکلا، بتوں کی عبادت چھوڑ دی اور بتوں کے شر سے بچے۔ کیوں کہ مکے والوں نے ڈرایا تھا ہمارے بتوں کو برا کہتے ہو، یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا فرمایا ان سے کچھ نہیں ہوتا اور پھر بتوں کو مسخر کیا، بُت کے اندر سے آواز آئی

قل للقبيلة من سُليمٍ كلها

هلك الأنيس وعاشا اهل المسجدى

بتوں کا زمانہ ختم ہوا اور مسجد والوں کا زمانہ شروع ہوا

۲۔ دوسری نفی کائنات کے کرنے کی ہے۔ کائنات کے کرنے کی نفی قرآن میں ہے

أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ　أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ

کھیتی تو کرتے ہو بتاؤ اُگاتا کون ہے

أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الخَالِقُونَ

ماں باپ ملتے ہیں بتاؤ پیدا کون کرتا ہے

کائنات کے کرنے کی نفی کی، کائنات کے کرنے کا یقین دل نے نکلا، کائنات کی عبادت سے نکلے لا تسجد للشمس و لا للقمر اور کائنات کے شر سے بچ گئے حدیث میں آتا ہے بسم اللہ الذي لا يضر ما اسمه شيءٌ في الأرض و لا في السماء وهو السميع العليم کائنات کا کوئی ذرہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق

دوسری روایت میں ہے أعوذ بكلمات الله التامات كلها من شر ما خلق

آپ جب تک وہاں ہیں اس وقت تک نہ جن نہ انسان کوئی آپ کو نقصان نہیں پہچا سکتا یہاں تک کہ وہاں سے روانہ ہو جائیں

کائنات کو مسخر کر دیا جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سمندر کو مسخر کیا یا علیم یا عظیم یا حلیم پڑھا اور سمندر پر چلے اور جنگل خالی کرا دیے ایک اعلان پر

۳۔ تیسری نفی پہلی قوموں کے غلط یقینوں کی نفی ہے

فرعون کا یقین ملک پر، قارون کا یقین مال پر، قومِ شعیب کا یقین تجارت پر، قومِ سباء کا یقین زراعت پر، قومِ عاد کا یقین قوت پر، قوم نوح کا یقین کثرت پر، قوم عیسی کا یقین طب پر، قوم ثمود کا یقین صنعت پر

جیسے جیسے یقین تھے، ویسے ویسے گناہ ہوئے، ویسے ویسے عذاب آئے۔ اگر اللہ نہ کرے ہمارا بھی وہی یقین ہے ہم سے وہ گناہ صادر ہوں گے اور وہی عذاب آئے گا جو پہلی قوموں پر آیا أعاذنا الله

اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

فرماتے ہیں قوم عاد کے قد کھجور کے تنے جتنے تھے كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ اور اللہ پاک فرماتے ہیں لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اللہ نے زمین سے اکھاڑا اور آسمان اور زمین کے درمیان سات راتیں اور آٹھ دن رکھا اور پھر پھینکا پہاڑوں پر اور زمینوں پر كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَى لَهُم مِّنْ بَاقِيَةٍ اس کے بعد جو قوم آئی انھوں نے کہا ہم پہاڑوں میں مکان بنائیں گے تاکہ ہوا ہلاک نہ کر سکے تو اللہ پاک نے فرشتوں کی چیخ بھیجی اور کلیجہ پھاڑ دیا اور اوندھے گر گئے۔ (یہ تو غلط علاج ہوا جو قوموں نے کیا)

ہم مدّرات انسانیہ کو جانتے ہیں لیکن ہم مدّرات الٰہیہ کو نہیں جانتے۔

صحیح علاج انبیاءِ کرام علیہم السلام لے کر آئے، کلمے کی دعوت دی، یقین کو اللہ نے بدلا، اعمال اللہ نے ٹھیک کئے اور عذاب سے بچ گئے۔ اس وقت بھی عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہر امتی کو حضور ﷺ والے کام میں لگانا اور دعوت پہ کھڑا کرنا جس سے اللہ تعالی یقینوں کو ٹھیک کریں گے، اور اللہ تعالی اعمال کو ٹھیک کریں گے اور اللہ تعالیٰ امت کو عذاب سے بچالیں گے۔

۴۔ چوتھی نفی اپنے کرنے کی نفی ہے میں کچھ نہیں میرا کچھ نہیں تو سب کچھ ہے تیرا سب کچھ ہے اور قرآن میں بھی یہ نفی موجود ہے

قُل لاَّ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعاً و لا ضَراً إِلاَّ مَا شَاءَ اللَّهُ

اپنے کرنے کی نفی کریں گے، اپنے کرنے کا یقین نکلے گا، پھر اپنی خواہش سے نکلیں گے اپنے نفس کے شر سے بچیں گے اور اس نفس کو مسخر کریں گے اپنی اطاعت اور کلمے کو بلند کرنے کے لیے۔

جیسے بتوں کی نفی کی، بتوں کا یقین نکلا، بتوں کی عبادت سے نکلے۔ اب جب اپنے کرنے نفی کریں گے تو اپنے کرنے کا یقین نکلے گا اپنی خواہش سے نکلیں گے۔ لا الہ الا اللہ یعنی خواہش پہ نہیں چلوں گا حکم پہ چلوں گا یعنی جی چاہی زندگی نہیں گزاروں گا رب چاہی زندگی گزاروں گا۔ (جیسے کہ مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا) اب یہی ایمان ہے، یہی اخلاص ہے، یہی توبہ ہے، یہی تقوی ہے، یہی پورا قرآن ہے۔

اور جیسے کہ آیت میں ہے أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ کیا آپ نے نہیں دیکھا جنہوں نے خواہش کو اپنا معبود بنایا وأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ پھر علم کے ساتھ گمراہ ہو جائے گا جو خواہش کو معبود بنائے گا۔

اور ہم نے تین گھنٹے بات کی بیان کیا اپنے کرنے کی نفی نہیں کی اس لیے اپنے کرنے کا یقین نہیں نکلا، اپنی خواہش سے نہ نکلے، اور اعمال بڑے بڑے ہوئے نفس کا حصہ رہا خواہش کا حصہ رہا تو نہ اخلاص آیا نہ تقوی آیا نہ توبہ (الا من رحم اللہ) پھر حدیث میں آتا ہے اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے مشرکین سے پہلے جہنم میں بھیجیں گے شہید، سخی، قاری کو کیونکہ عمل کا محرک شہرت تھی "Motivate"۔ اب یہ اخلاص کیسے آئے گا جب اپنے کرنے کی نفی کریں گے، اپنے کرنے کا یقین نکلے گا، اپنی خواہش سے نکلیں گے پھر فرمایا خواہش پر نہیں چلوں گا حکم پر چلوں گا یہی ایمان ہے، یہی اخلاص ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے مقابلے میں نعوذ باللہ انسان نے أَنَا رَبُّكُمُ الأَعْلَى کہا اور أَنَا الذي أُحْيِي و أُمِيتُ کہا اور نفی کر رہا ہے کائنات کی کہ آسمان سے نہیں ہوتا، زمین سے نہیں ہوتا وہ تو پہلے سے کہہ رہے ہیں قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ وہ مقابلے میں خدا کے آئے ہی نہیں ان کو اختیار ہی نہیں خواہش پر چلنے کی۔ جس کی نفی ہونی چاہیئے یعنی اپنی۔ وہ ہوئی نہیں اور جس کی نفی ہوئی ہوئی ہے اس کی کر رہے ہیں (ہم تیر مار رہے ہیں ہوا میں) اس لیے نہ اخلاص آیا نہ توبہ نہ تقوی کیونکہ اپنا یقین باقی اپنی خواہش باقی لہذا عمل ہوئے خواہش کے ساتھ اس لیے سب سے بڑی نفی اپنے کرنے کی نفی ہے میں کچھ نہیں میرا کچھ نہیں تو سب کچھ ہے تیرا سب کچھ ہے۔ اب یہ کیسے آئے گا

۱۔ روزانہ دعوت دینی ہوگی۔ چوں کہ دعوت غذا ہے پھل نہیں دوا نہیں۔ (جیسے کہ مولانا سعید خاں صاحب ؒ نے فرمایا)

۲۔ دور اور دیر کے لیے نکلنا ہوگا تاکہ نظر آئے میری دکان میرے بغیر چلی میرے اللہ میرے بغیر میری دکان چلا رہے ہیں اور میرے گھر کی حفاظت ہو رہی ہے میرے بغیر جس اللہ کے حوالے کر کے گیا ہوں وہ اللہ حفاظت کر رہے ہیں تو یہ نکلنا کلمے کی عملی مشق ہے۔ تو اپنا یقین نکلے گا اور اللہ کے ذات عالی کا یقین دل میں آئے گا

۳۔ تیسرے رو رو کر دعا کرنا ہو گا جیسے بچہ سچی طلب سے آئس کریم مانگتا ہے امّاں دیتی ہے ہم اللہ سے آئس کریم جتنی طلب سے بھی سچائی کے ساتھ ایمان مانگ لیں گے تو اللہ عطا کر دیں گے وِلِلّٰهِ المَثَلُ الأَعْلَى

کلمے کا دوسرا جز محمد الرسول اللہ حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں

یعنی تمام رواجی طریقوں کا یقین دل سے نکل جائے اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے طریقوں میں دونوں جہاں کی کامیابی کا یقین دل میں آجائے (کلمے کے دونوں جز میں یقینوں کی تبدیلی ہے)

جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت زندہ کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

۲۔ نماز:

نماز کا مقصد تعمیلِ احکام یعنی پورے دین پر چلنے کی استعداد پیدا ہو جائے

جس نے نماز کو قائم کیا اس نے پورے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑا اس نے پورے دین کو گرایا اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا من صل البر دین دخل الجنة

حاصل کرنے کا طریقہ: حضرت مولانا یوسف صاحبؒ نے فرمایا

نماز میں چھوڑنے کی طاقت پیدا کی پانچ مرتبہ۔ فجر میں بیوی کو چھوڑا، ظہر عصر میں دکان کو چھوڑا، اب حج میں دکان اور گھر کو چھوڑ کے جاسکتا ہے۔

دوسری بات مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں جب نماز میں خدا کا دیہان نہیں تو روزے میں خدا کا دیہان کیسے ہو گا جب کہ دکان پر بیٹھا ہوا ہے۔ تو نماز سے پورے دین پر چلنے کی استعداد پیدا ہو گی

کلمے نماز سے یقین بھی آیا اور حکموں پر چلنا آسان ہو گیا لیکن حکم پر چلنے میں سستی آئی تو علم کا نمبر رکھا۔

علم وذکر:

یہاں فضائل کا علم مراد ہے۔ یعنی وعدوں اور وعید کا یقین جس سے نیکی کی رغبت اور گناہوں کی نفرت آجائے اور دین کو سیکھ سیکھ کر پوچھ پوچھ کر کرنے والے بن جائیں (مولانا سعید خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام نے پوچھ پوچھ کر پورے قرآن پر عمل کیا)

منافقین حضور ﷺ کی مجلس میں فضائل سنتے تھے پھر بھی نماز اور ذکر میں سستی تھی

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور ﷺ سے فضائل کو سنتے تھے ان کو عملوں کا شوق ہوتا تھا۔ نماز میں چستی تھی اور ہر عمل شوق اور رغبت سے کرتے تھے۔

اور ہم فضائل سنتے ہیں لیکن پھر بھی نماز اور ذکر میں سستی ہوتی ہے کیا وجہ ہے؟

منافق فضائل کو سنتے تھے جو وعدے وعید غیب میں ہیں اس کو دل سے جھٹلاتے تھے تکذیب کرتے تھے جس سے ظلمت آتی تھی اور سستی آتی تھی اعمال میں

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے فضائل کو جو غیب میں ہیں وعدے وعید ان کو اتنی تصدیق سے سنتے تھے کہ جنت کی خوشبو ان کو دنیا میں آگئی اور کہا کانی اارا عرش الرحمن بارزا گویا کہ میں عرش کو دیکھ رہا ہوں جس کی وجہ سے عملوں میں شوق پیدا ہوا

ہم تصدیق کرتے ہیں وعدوں اور وعید کی جو غیب میں ہے لیکن تصدیق اتنی کمزور ہے کہ جنت شوق نہیں دلا رہا اور جہنم ڈرا نہیں رہا اسی لیے فضائل کو دل کی تصدیق سے سنیں گے اور عظمت اور ادب کے ساتھ سنیں گے تو عملوں کا شوق پیدا ہو گا اور دین سیکھنے کی طلب پیدا ہو گی۔

ذکر کا مقصد:

جس وقت میں جو اللہ کا حکم ہے اس کو اللہ کے دیہان و عظمت سے کیا جائے

(مولانا سعید خاں صاحبؒ فرماتے ہیں جو گناہ کرتا ہوا تسبیح پڑھے گا اس کو اطمینان نہیں ملے گا کیوں کہ ذکرِ حقیقی حکم پورا کرنا ہے)

ذکر میں دیہان کیوں نہیں آتا اور کیسے آئے گا:

جب اللہ کا ذکر کریں گے معنی پہ غور کرتے ہوئے تو دل میں آہستہ آہستہ دیہان جمے گا۔(کیوں کہ دماغ کو آپ نے مشغول کر دیا معنی پہ غور کرنے میں تو دوسری طرف دیہان نہیں جائے گا) پھر اللہ کے ہر حکم کو اللہ کے دیہان اور عظمت کے ساتھ پورا کرے گا

دوسرا اکٹ کے ذکر کرنا ہو گا ہر ماسوی اللہ سے قلب اور قالب کو خالی کر کے ذکر کریں گے تو اللہ کا دیہان دل میں جمے گا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً

تیسرا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ جب آپ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلانے سے فارغ ہوں تو اپنے رب کی عبادت میں تھکئے

اجتماعی عمل کے بعد فوراًا انفرادی عمل کریں گے تو مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے اجتماعی عمل کا نور باقی رہے گا ورنہ اجتماعی عمل کا نور ضائع ہو جائے گا۔

(لہٰذا ہر صفت کی مستقل محنت ہے جیسے کہ میاں جی مہراب صاحبؒ نے فرمایا پہلا نمبر چھٹا نمبر نہیں ہے بلکہ ہر صفت کی مستقل محنت ہے اور ہر صفت کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے تا کہ ہر عمل صفات کے ساتھ ہو پھر اللہ کے ہاں قبول ہوں)

اکرام مسلم کا مقصد حقوق کی ادائیگی

(اللہ کے حق کو، بندوں کے حق کو، اور اپنے حق کو ادا کرے گا اس کا اسلام مکمل ہو گا) لہٰذا کلمے کی وجہ سے کلمے والے کا اکرام کرنا اس کا حق ہے۔

جب اللہ سے لینے کا دروازہ کھلے گا ان اعمال کے ذریعے سے جو صفات والے ہیں پھر مخلوق کو نفع پہنچائے گا تو عبادات کے ذریعے سے لے گا اور اخلاق کے ذریعے سے نفع پہنچائے گا۔

جس کا لینے کا دروازہ اللہ کے خزانے سے نہ کھلا پھر مخلوق سے لے گا۔ یہاں تک کہ غصب کرے گا، حقوق مارے گا۔

تصحیح نیت:

نیتوں کو صحیح کرنے کی کوشش کرنا یعنی وجہِ عمل خواہش نہ ہو حکم ہو یعنی عمل کا محرک اور عمل کا باعث خواہش نہ ہو حکم ہو (جیسے کہ مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا)

حدیث:انما الأعمال بالنيات........ جیسے نیت ہو گی وہاں پہنچے گا

اخلاص کیسے آئے گا کہ اندر کی ہوک اور محرک خواہش اور شہرت نہ رہے بلکہ خالص اللہ کے لیے ہو

یہ کیسے ہو گا۔ مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں ایمان اور اخلاص جڑواں ہیں

جب کلمے میں اپنے کرنے کی نفی کریں گے، اپنے کرنے کا یقین نکلے گا، اپنی خواہش سے نکلیں گے تو حکم کو خالص خدا کے لیے پورا کرے گا۔ لا الہ الا اللہ خواہش پہ نہیں چلوں گا حکم پہ چلوں گا یہی ایمان ہے یہی اخلاص ہے۔

۶۔ چھٹا دعوت خود داعی بننا ہر ایک کو داعی بنانا

انسان کو اللہ نے اپنی معرفت اور اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ والإنسَ إلاَّ لِيَعْبُدُونِ**

اور انبیاء کرام علیہم السلام کو عبادت کے لیے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ چوں کہ اعلیٰ درجے کے انسان تھے

چوں کہ انبیاء علیہم السلام نبی تھے تو ان کے ذمہ دعوت ہے وِلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

تیسری ذمہ داری یہ تھی دوسروں کو عبادت پر لائے دعوت کے ذریعے سے يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ

اور حضور ﷺ کے ذمہ عبادت تھی چوں کہ اعلیٰ درجے کے انسان تھے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ

اور دوسری ذمہ داری دعوت ہے إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً ومُبَشِّراً ونَذِيراً وداعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وسِرَاجاً مُّنِيراً

تیسری ذمہ داری دوسروں کو دعوت پر لائے بلغوا عنی ولو آیة **دوسری حدیث** الا فلیبلغ الشاھد منکم الغائب خود داعی تھے اوروں کو داعی بنایا

اور خود عبادت کی اور اوروں کو عبادت پر لائے صلوا کما رأیتمونی اصلی

خود داعی تھے اپنی امت کو داعی بنایا اور خود عبادت کی اوروں کو عبادت پر لائے

اب ہمارے ذمہ کیا ہے ہم کیوں پیدا ہوئے

اس حیثیت سے کہ ہم انسان ہیں ہمارے ذمہ عبادت ہے اور چوں کہ ہم امتی ہیں ہمارے ذمہ دعوت ہے اور ہر امتی کو عبادت دعوت پر لانا حضور ﷺ کی اتباع میں ہمارا کام ہے

تو اللہ نے ہمیں حضور ﷺ والا کام دیا اور نائب بنایا اور فرمایا بلغوا عنی ولو آیة لہٰذا ہم حضور ﷺ والے کام کو اپنا کام بنانے کی نیت اور عزم کریں کہ آج کے بعد ہمارا مقصد حضور ﷺ والا کام ہے اس کے لیے اپنے جان ومال و وقت کو جو اللہ نے دیا ہے اس کو کلمہ بلند کرنے میں لگائیں گے۔ اس کے لیے اللہ کی راہ میں نکلیں گے

کون کون تیار ہے حضور ﷺ والے کام کو اپنا کام بنانے کے لیے اور اللہ کے راستے میں سال، سات ماہ، اندرون ملک سال، اور تین چلے، چلے، اور ہر سال چار ماہ لگانے کے لیے کون کون تیار ہے۔

اور اپنی مسجد میں پانچ اعمال کے لیے کون کون تیار ہے اہتمام کے ساتھ فرمائیں بھائی فرمائیں۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے بیان فرمایا کوئی عمل اعمال دین میں سے اگر ان چھ نمبر میں سے ایک صفت بھی نہ ہو عمل کی قبولیت میں خلل آئے گا۔ طواف بغیر ایمان کے جاہلیت میں ہوتا تھا قبول نہیں، طواف حضور ﷺ کے طریقہ پر نہ کیا قبول نہیں، طواف بغیر وضو کے کیا قبول نہیں کیوں کہ الطواف کالصلاۃ، طواف جہالت میں الٹا کر رہا ہے قبول نہیں، طواف میں غفلت میں عورتوں کو دیکھ رہا ہے عرش کے نیچے گناہ کر رہا ہے قبول نہیں، طواف میں دھکے دے رہا ہے قبول نہیں، طواف میں ریاکاری ہے قبول نہیں۔

ہر عمل کو صفات سے کیسے کریں

یقین کیا اللہ پر اللہ کے حکموں کو پورا کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر رغبت سے، اللہ کے دھیان کے ساتھ، مسلمانوں کا حق ادا کرتے ہوئے، اللہ کے رضا کے جذبے سے، نفس کے خلاف مجاہدے کے ساتھ، یہ عبادت قبول ہے

چوں کہ انسان ہیں تو ہمارے ذمہ عبادت ہے صفات سے اور چوں کہ امتی ہیں تو ہمارے ذمہ دعوت ہے صفات سے اور ہر امتی کو عبات دعوت پر لانے کی کوشش کرنا ہے صفات سے تاکہ عبادت بھی قبول ہو، دعوت بھی قبول ہو۔ پھر دعا قبول ہو گی، پھر ھدایت آئے گی۔ اگر عبادت دعوت بغیر صفات کے ہوں گے تو منہ پر ماڑ دی جائے گی۔ پھر عبادت دعوت کیسے قبول ہوں گیں، پھر دعا کیسے قبول ہو گی، پھر ھدایت

کیسے آئے گی۔ لہٰذا اللہ کے راستے میں نکلنا ہے ان تمام صفات کو حاصل کرنے کے لیے۔ (پہلا نمبر چھٹا نمبر نہیں بلکہ تمام صفات)۔ اس کے لیے فرمائیں اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے کون کون تیار ہے۔

خلاصہ:

یقین کیا اللہ پر اور اللہ کے تمام احکامات کو پورا کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر (کلمہ نماز)

حکم کو پورا کیا حضور ﷺ کے طریقے پر رغبت سے (علم)

حکم کو پورا کیا اللہ کے دیہان اور عظمت کے ساتھ (ذکر)

اللہ کے حکموں کو پورا کیا حضور ﷺ کے طریقے پر مسلمانوں کا حق ادا کرتے ہوئے (اکرام)

اللہ کے حکموں کو پورا کیا حضور ﷺ کے طریقے پر اللہ کو راضی کرنے کے لیے

خواہش کے لیے نہیں (اخلاص)

دعوت کے ذریعے سے یقینوں کو بدل کر حکموں پہ لائے حضور ﷺ کے طریقے پر (دعوت)